ذکر سلطنة السلطان میرزا امجد علی خان المخاطب به ثریا جاه ونبذ مما وقع فی عهده من الوقائع (۱۵۶ الف)
واقعات الفنجاب التی وقعت بین امرائه واهالی الدولة المسیحیة الوثیقة التی اودعها الی وکلاء الدولة المسیحیة (۱۶۳ الف)
ذکر سلطنة میرزا واجد علی الملقب بسکندر جاه ونبذ مما وقع فی عهده من الوقائع (۱۶۴ ب)
ذکر قضیة مولوی امیر علی (۱۶۸ الف)
واقعات الغدر فی الهند (۱۷۱ ب)
اسماء العلماء والاطباء فی عهده (۱۷۷ الف)
الباب الثانی فی ذکر الامهات لولاة ملك الاوده من لدن اشرف النواب برهان الملك الی السلطان واجد علی شاه واسمائهن ولقبية احوالهن (۱۷۸ ب)
الباب الثالث فی ذکر اقاربهم بالنسب والمصاهرة (۱۹۲ الف)
الفصل الاول فی ذکر اعقاب جعفر بیک خان (۱۹۲ الف)
" الثانی " " محمد قلی خان (۱۹۳ الف)
" الثالث " " محمد علی خان بن محمد قلی خان (۱۹۵ ب)
" الرابع " " بنات محمد قلی خان (۱۹۵ ب)
" الخامس " " بنات عزت الدوله (۱۹۶ الف)
" السادس " " اولاد النواب برهان الملك (۱۹۷ الف)
" السابع " " بعض اقارب النواب برهان الملك (۱۹۸ الف)
" الثامن " " المرزا یوسف واولاده واولاد اخیه (۱۹۹ الف)

الفصل التاسع فی ذکر النواب نجف خاں (۲۰۲ب)
" العاشر " " اعقاب محمد شفیع خاں بیگ
عم النواب صفدر جنگ (۲۰۳ الف)
الخاتمۃ فی ذکر دار السلطنۃ لکھنؤ (۲۰۳ ب)

ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی کرد ٹوں کی
تنقیدی اور تنقیحی دستاویز

افکار و عزائم

مصنف : جمیل مہدیؒ

قومی، بین الاقوامی اور ملّی مسائل کا ایک آئینہ
ماضی کے پس منظر میں مستقبل کی جانب پیش رفت

قیمت : ۱۰۰/- سو روپیہ

آج ہی اپنا آرڈر اس پتہ پر بھیجیں اور استفادہ حاصل کریں

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد دہلی

اورنگ زیب اور سیکولرزم

(۴)

از عبدالرؤف ایم اے اودی کلاں

خواجہ سربلند خاں جو اکتوبر ۱۶۷۴ء سے ۲۷ر دسمبر ۱۶۷۹ء (وفات) تک بخشیِ دوم کے عہدہ پر مامور رہا۔ تقیہ کیے رہتا تھا۔ ایک دفعہ شہنشاہ نے اس سے پوچھا کہ تمہاری باتوں سے بعض اوقات شیعیت کی بو آتی ہے تو اُس نے جواباً عرض کیا کہ "جہاں پناہ بہت سے سید اس فرقہ (شیعیت) سے تعلق رکھتے ہیں مجھ پر بھی ان کی سابقہ مصاحبت کے سبب شیعیت کے کچھ اثرات باقی ہیں لیکن میں اس فرقہ کا غالی معتقد نہیں ہوں۔ میں نے اپنے تئیں اس فرقہ سے علیحدہ کرلیا ہے تاہم مکمل طور پر اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکا ہوں۔" شہنشاہ اس کے جواب پر صرف مسکرا کر رہ گیا[۱۲۶] اور کسی قسم کی بازپرس نہ کی اس سے ثابت ہے کہ وہ (شہنشاہ) لوگوں کے ذاتی معتقدات میں دخل دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ یہی سربلند خاں ایرانیوں کا برملا طرفدار تھا اور شہنشاہ سے انھیں اعلیٰ مناصب اور بلند عہدے تفویض کرنے کی سفارشیں کیا ہی کرتا تھا۔ اس کی سفارش پر ہی ایک ایرانی کو کابل کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اس سب کے علاوہ محکمۂ دیوانی پر تو شیعہ مکمل طور پر قابض تھے۔ سادات بارہہ (جن کی اکثریت شیعہ تھی) کی پوزیشن تو اتنی بہتر

تھی کہ وہ یہاں تک خود سر ہو گئے تھے کہ ایک دفعہ بادشاہ کے درباریوں سے خانہ جنگی
لے ٹھانی اور جب اورنگ زیب نے حکم دیا کہ معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کیا جائے
تو ساداتِ بارہہ نے کہا کہ ہم اپنا فیصلہ خود کریں گے۔ اس پر شہنشاہ نے آستین چڑھا کر
بہ نظرِ عتاب فرمایا کہ جو لوگ میری شمشیرِ بُرّاں کا مزہ چکھ چکے ہیں وہ شریعتِ غرّا کے
حکم کے بالمقابل ایسے الفاظ منہ سے نکالتے ہیں؟ کہہ دو سب مل کر آجائیں۔ یہ کہہ کر
حکم دیا کہ پہرے وغیرہ پر جس قدر سادات ہیں برطرف کر دیئے جائیں۔ یہ سن کر ساداتِ
بارہہ کا تمام نشۂ جرأت ہرن ہو گیا۔[۳۲]

معاشی اعتبار سے بھی عہدِ عالمگیر میں ہندو اور شیعہ علی الخصوص اسماعیلی[۳۳] و داؤدی بوہرے[۳۴]
ملکی تجارت پر پوری طرح قابض تھے۔ اُس وقت کے GATE WAY OF INDIA
یعنی بندر سورت پر یا تو ہندو بنیوں کا کنٹرول تھا یا بوہروں کا۔ سورت کا سوداگر بہاوجی بوہرہ
تو اس وقت دنیا کا متمول ترین تاجر (ملک التجار) سمجھا جاتا تھا، بعدہٗ حاجی سید یا سعید بیگ
اور حاجی قاسم کا شمار تھا۔ ہندو بنیئے دور چند بوہرے کی دولت کا بھی کوئی شمار نہ تھا، جس سے
خود شہنشاہ اورنگ زیب بھی بوقتِ ضرورت لاکھوں روپیہ قرض لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ
اس سے شہنشاہ نے چار لاکھ روپیہ قرض مانگا تو اس نے عرض کیا کہ جہاں پناہ جس سکّہ کا
نام فرمائیں مطلوبہ رقم اسی سکّہ میں حضور کے قدموں پر نثار کر دی جائے (واضح ہو کہ اُس
وقت سورت میں آٹھ قسم کے سکّے رائج تھے یعنی طلائی روپیہ، اٹھنی و چونی اور علی الترتیب
یہی نقرئی سکّے نیز طلائی ٹکوڑا اور نقرئی لرین (ZARINS) اِن آٹھ قسم کے سکوں میں سے
وہ چار لاکھ روپیہ کسی بھی ایک سکّہ میں پیش کرنے کو تیار تھا۔ ایک عصری یورپین سیاح
رقمطراز ہے کہ مغلِ اعظم (اورنگ زیب) ایسے قرضوں کو بالعموم ابواب (مالگذاری)
کی وصولیابی ہونے پر ادا کر دیتا ہے اور ادائیگی سبب وعدہ اتنے معینہ وقت پر ہوتی
ہے کہ اُسے جتنی رقم کی ضرورت ہوتی ہے وہ فوراً مل جاتی ہے۔ رعایا کو بادشاہ

سے جتنا زیادہ امن و سکون اور مراعات حاصل ہوتی ہیں اتنی ہی زیادہ فراخدلی کے ساتھ رعایا بھی اپنی تھیلی کا منہ شہنشاہ کے قدموں پر کھول دیتی ہے۔ بالفرض محال اگر اورنگ زیب ہندؤں اور شیعوں کے استحصال و استیصال پر ہی تُلا ہوا تھا تو انھیں نہایت مفلس و قلاش ہونا چاہیئے تھا۔ دراصل ہندؤں اور شیعوں کا استحصال اورنگ زیب نے نہیں بلکہ سورت کو دو دو دفعہ تباہ کر کے سیواجی نے کیا۔ پہلی دفعہ ۵ جنوری ۱۶۶۴ء بروز بدھ بوقت ۱۱ بجے دوپہر سے ۸ جنوری ۱۶۶۴ء بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دوپہر تک سیواجی اور اس کے غارت گر ہمراہی سورت کے لوگوں کو لوٹتے اور مکانوں کو نذرِ آتش کرتے رہے، جمعرات و جمعہ کی درمیانی شب آگ زنی کے سبب نہایت مہیب تھی۔ آگ کے شعلوں اور التہاب نار اور شب دیجور کو روشن دن میں اور دھوئیں کے کالے بادلوں نے دن کی تابانی کو سیاہ رات میں تبدیل کر دیا تھا۔ دھواں اتنا کثیف اور گہرا تھا کہ اس نے ایک گھنے بادل کی طرح سورج کو ڈھانپ لیا تھا۔ بہارجی بوہرہ کے محل کو انھوں نے جمعہ کی رات تک جی بھر کر لوٹا، فرش کھود ڈالا گیا اور اس کے بعد محل کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ یہاں سے انھیں اٹھائیس سیر بڑے بڑے موتی، بہت سے لعل، جواہر اور زمرد نیز دوسری بے شمار دولت حاصل ہوئی۔ دو تین ہندو تاجروں کو بھی کئی کروڑ کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ مزید برآں ایک دن ۲۶ چھبیس آدمیوں کے سر اور تیس آدمیوں کے ہاتھ کاٹ کر پھینک دیئے۔ انگریزوں کی کوٹھی کے قریب حاجی سعید بیگ کا محل اور گودام تھا۔ بدھ کی دوپہر کو مرہٹہ اس میں داخل ہوئے۔ تمام دروازوں اور صندوقوں کو تہس نہس کر ڈالا اور محل میں جتنا اور جو کچھ مل سکا اُسے اپنے قبضہ میں کیا اور پھر گودام کا رُخ کیا، وہاں رکھے ہوئے سیاب کے کنستروں کو توڑا اور تمام پارہ کو فرش پہ لنڈھا دیا۔ جمعرات کی سہ پہر لٹیرے انگریزوں کے خوف کے سبب سعید بیگ کے محل اور گودام سے بھاگ

چھپے[۳۸] سورت میں مرہٹوں کے مظالم اور کشت و خون" عنوان کے تحت سرجدوناتھ رقمطراز ہیں کہ "اپنا چھپا ہوا سرمایہ بتانے کے لئے مرہٹوں نے لوگوں پر مظالم ڈھانے میں کوئی کور کسر باقی نہ چھوڑی۔ انھیں کوڑوں سے پیٹا گیا اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ کسی کا ایک اور کسی کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے اور بہت سے لوگوں کو جان سے مار ڈالا گیا۔ قیدیوں میں سے جو شخص مرہٹوں کو کچھ نہ دے سکا اُس کا کوئی نہ کوئی عضو قلم کردینے یا اُسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ سیواجی نے ہر ایک گھر سے جتنا مل سکا تنا مال لے لیا اور پھر صاحبِ خانہ سے کہا کہ اگر مکان محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کچھ اور بھیجا کرو، اپنا گھر بچانے کے لئے جب رہا سہا مال و متاع اور اثاثہ بھی سیواجی کو دیدیا گیا تو اُس نے وعدہ کی پرواہ کیے بغیر اسی وقت اُس گھر کو بھی نذرِ آتش کروا دیا۔ انھی ایام میں ایک بوڑھا تاجر آگرہ سے چالیس بیلوں پر کپڑے کے تھان لادکر لایا تھا۔ اس سے بھی رقم کا مطالبہ کیا گیا مگر کپڑا فروخت نہ ہونے کے سبب وہ سیواجی کو نقد روپیہ نہ دے سکا اور اپنا تمام اسباب دینا چاہا جسے سیواجی نے قبول نہ کیا اور روپیہ نہ دینے کی پاداش میں اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا نیز تمام تھان جلاکر راکھ کردیئے[۳۹] سیواجی کی فوج کے سپاہیوں نے تمام پارسیوں کو بھی لوٹ لیا اور ان کے مکانات جلادیے۔ پارسیوں میں سے جو مقید کرلیے گئے تھے انھیں رستم مانک جی نے دس ہزار روپیہ زرِ فدیہ دے کر سیواجی کے خونی پنجوں سے رہائی دلائی[۴۰] بہرحال چوتھے دن مغل فوج کی آمد کی خبر سن کر سیواجی سورت سے بقول پرتگالی مورخ کاسمیڈا گوآرڈا لوٹ کے مال و اسباب کو نو سو بیلوں پر لدوا کر اپنی راجدھانی رائے گڈھ بھاگ گیا۔ آمیتھ جین ڈے تھیوزٹ لکھتا ہے کہ اس غارت گری میں تقریباً تین کروڑ کی مالیت سیواجی کے ہاتھ لگی[۴۱]۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بے شمار مال غنیمت کو شمار کرنے کی اسے کبھی فرصت نہ مل سکی[۴۲]۔ اس سنگدلانہ کارروائی کو

سربدناتھ سرکار سیواجی کی زندگی کا عظیم ترین کارنامہ قرار دیتے ہیں اور اس تمام ترظالما کارروائی سے اغماض برتتے ہوئے نہایت معصومانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ "شہرِ سورت کے چار روزہ قیام کا سیواجی نے لوٹ مار اور غارت گری کرنے میں خاطر خواہ فائدہ اٹھایا مگر دولت حاصل کرنے کے لئے بیجا ظلم وستم اور سفاکانہ خون خرابہ سے گریز کیا تھا" گویا پروفیسر موصوف کے نزدیک سیواجی نے جو بھی ظلم وستم اہلِ سورت پر ڈھائے وہ سب ایک رحمدلانہ کارروائی تھی۔ ۳ راکتوبر ۱۶۷۰ء کو موقعہ پاکر سیواجی نے سورت کو دوسری دفعہ لوٹا جس میں کم از کم چھیاسٹھ لاکھ روپے مرہٹوں کے ہاتھ لگے تھے اس مرتبہ بھی انھوں نے بڑے بڑے مکانات کو اپنی قزاقی کا نشانہ بنایا اور تقریباً نصف شہر کو جلاکر خاکستر کردیا۔ چھیاسٹھ لاکھ مالِ غنیمت میں، ترپین لاکھ زرِ نقد، جواہرات اور قیمتی اسباب کی صورت میں تھا۔ باقی تیرہ لاکھ نبی ساہو (ساہوکار) بری ساہو اور سورت کے ایک مضافاتی قصبہ سے لوٹے گئے تھے۔ سیواجی کے اس کارنامہ کی تفصیل "لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم" کی مصداق قدرے طویل ضرور ہوگئی ہے لیکن اس تطویل سے ناظرین کرام پر یہ واضح ہوجائے گا کہ "ہندو اور رافضی کش" اورنگ زیب تھا یا سیواجی۔

آخر میں محقق شہیر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ مستعار میں یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ :

"مسلم حکمرانوں کے عیوب اور خامیوں کے ساتھ، مسلمان حکومتوں اور حکمرانوں کے محاسن، اُن کی ملکی خدمات اور کارناموں کا بھی اعتراف کیا جائے۔ انھوں نے ہندوستان کو جو گوناگوں فوائد پہنچائے اور اس کو جس ابتدائی درجہ سے معراجِ کمال تک پہنچایا، اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ پھر اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے والے واقعات کی بھی کمی نہیں، اُن کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے اور قومی اتحاد کا یہ زریں اصول بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آگے بڑھنے میں

پچھلے واقعات پر نگاہ نہیں ڈالی جاتی۔"[۲۵]

حواشی و تعلیقات

[۱] تا [۱۰] حاشیہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں برہان بابت ماہ اکتوبر ۱۹۸۷ء

[۱۱] ہسٹری آف اورنگ زیب ج ۳ ص ۹۴، از پروفیسر جدوناتھ سرکار۔

[۱۲] بھارت کا برہت اتہاس ج ۳ ص ۳۲۷ طبع سوم از ڈاکٹر سری نیتر پانڈے۔

[۱۳] مغل کالین بھارت ص ۴۱۹ مطبوعہ ۱۹۶۵ء از ڈاکٹر اے ایل سری واستو۔

[۱۴] ہاؤس آف سیواجی ص ۳۷۵، از سرکار۔ سیواجی اینڈ ہز ٹائمز از سرکار ص ۳۶۸، نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز ج ۱ ص ۲۵-۶ از جی۔ ایس۔ سردیسائی، فال آف دی مغل امپائر از سڈنے جے اوون ص ۵۴ طبع ۱۹۶۰ء، ہسٹاریکل الیسیز از قانون گو ص ۱۰۲۔

[۱۵] شیواجی اینڈ ہز ٹائمز ص ۳۵۹۔

[۱۶] نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز (ہندی ایڈیشن) ج ۱ ص ۲۶۵ و ۳۳۵۔

[۱۷] اے شارٹ ہسٹری آف اورنگ زیب (ہندی) ص ۳۰۶-۷، نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز ص ۲۱۶، سیواجی اینڈ ہز ٹائمز ص ۳۲۷-۸، دی ملٹری سسٹم آف دی مرہٹاز از ڈاکٹر سریندر ناتھ سین ص ۱۸ حاشیہ ۲۔

[۱۸] نیو ہسٹری آف دی مرہٹاز ص ۳۳۵ و ۳۵۵۔

[۱۹] دی ملٹ سسٹم آف دی مرہٹاز ص ۱۷، حاشیہ ۲۔

[۲۰] مین کرنٹز آف مرہٹہ ہسٹری از جی ایس سردیسائی ص ۱۳ و ۱۴۔

[۲۱] جدوناتھ سرکار لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کسی امیر نے رافضی کش نام کا ایک پیش قبض (خنجر) شہنشاہ کے حضور پیش کیا تو اورنگ زیبؒ نے اظہار مسرت فرماتے ہوئے اس قسم کے کچھ اور خنجر تیار کرانے کا حکم صادر فرمایا۔ ملاحظہ ہو مغل ایڈمنسٹریشن (ہندی)

ص ۱۲۶، مطبوعہ ۱۹۶۰ء ۔

۲۲؎ ایضاً ص ۱۲۶ نیز اینکڈوٹس آف اورنگ زیب صفحات ۱۲۲ تا ۱۲۵ ۔

۲۳؎ تزک بابری اردو ترجمہ ص ۲۶۲ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۶۵ء ۔

۲۴؎ میرک معین الدین احمد خوافی کے سوانحی حالات اور ان کی خدمات کے لئے ملاحظہ ہو مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص و ترجمہ از محقق شہیر حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب امروہی مدظلہ العالی ص ۴۶ تا ۵۱ حاشیہ ۱ مطبوعہ ستمبر ۱۹۶۰ء ۔

۲۵؎ اے شارٹ ہسٹری آف اورنگ زیب ہندی ص ۳۶۱ طبع ستمبر ۱۹۵۱ء

۲۶؎ اینک ڈوٹس آف اورنگ زیب ص ۸۴ ۔

۲۷؎ ہسٹری آف شاہ جہاں آف دہلی از ڈاکٹر بنارسی پرساد سکسینہ ص ۲۸۷ مطبوعہ ۱۹۵۸ء ۔

۲۸؎ میانہ قبائل افغانستان میں سے ایک قبیلہ کا نام تھا۔ اس قبیلہ کا مورثِ اعلیٰ حسن خاں میانہ جہانگیری دورِ حکومت میں واردِ ہندوستان ہوا۔ دربار میں رسائی حاصل کرکے دکن میں کسی عہدہ پر مامور ہوگیا۔ نواب عبدالرؤف خاں میانہ خانِ موصوف ہی کے احفاد میں سے تھا جو دکن کی عادل شاہی حکومت میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ ۱۶۸۶ء میں اس ریاست کے مغل سلطنت میں انضمام کے بعد نواب موصوف نے اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی ملازمت اختیار کرلی۔ شہنشاہ نے اُسے سات ہزاری منصب اور دلیر خاں کے خطاب سے نوازا۔ مختلف مقامات پر شاہی خدمات انجام دیتے ہوئے بعہد بہادر شاہی ۱۷۱۰ء میں راہیٔ ملکِ عدم ہوئے۔

۲۹؎ مہدوی فرقہ سید میر محمد جونپوری متوفی ۹۱۰ھ ۱۵۰۵ء کی طرف منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مہدی ہونے کے مدعی تھے۔ سترہویں صدی کے وسط تک اس فرقہ کے باقیات بیجاپور میں موجود تھے۔ اس فرقہ کے بانی اور حالاتِ زندگی کے لئے دیکھئے "تذکرہ" مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم